غیبت — اسلامی تعلیمات کی رُو سے

جناب شبیر احمد نورانی صاحب

(غیبت ایک نہایت ہی گندا اور حرام لسانی فعل ہے جو ہمیشہ انسان کی خاندانی اور سماجی و سیاسی زندگی کو تباہ کرتا رہا ہے۔ بدقسمتی سے ہم مسلمان جو اس زہریلے عمل کو ختم کرنے کے لیے اُٹھے تھے، ہم بھی اس بُری طرح اس میں مبتلا ہیں کہ شاید ہی ہمارا کوئی دن بلکہ کوئی مجلس اور گفتگو اس سے بچ کر رہ جائے)

(ادارہ)

حفاظتِ زبان کی اہمیت — کتاب و سنت کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن انتہائی قیمتی نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک زبان بھی ہے جس کا صحیح استعمال انتہائی خوشگوار نتائج پیدا کرتا ہے، لیکن اگر اسے غلط استعمال کیا جائے تو یہی نعمت فساد اور خرابی کی جڑ بن جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱— وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ (الاسراء: ۳۶)

کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل و دماغ سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔

۲۔ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ٥ (ق: ۱۸)

"کوئی لفظ زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو" (بالفاظ دیگر زبان سے نکلنے والی ہر بات ہمارے نامۂ اعمال میں لکھی جا رہی ہے)۔

۳۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ٥ (المومنون - ۱تا۳)

"یقیناً فلاح پائی ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور لغویات سے دُور رہتے ہیں"۔

قرآن کریم کی طرح احادیثِ نبویؐ میں بھی غیبت کی بُرائی کو پوری شدّت سے بیان کیا گیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا مسلمان بہترین ہے؟ فرمایا "جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں"۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

اسی مفہوم کی روایت بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ ارشاد ہوا "وقت پر نماز کی ادائیگی"۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ لوگ تیری زبان سے محفوظ رہیں"۔ (طبرانی بہ سند صحیح)

۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) راہِ نجات کیا ہے؟ فرمایا "یہ کہ تم اپنی زبان قابو میں رکھو، اپنے گھر پہ قناعت کرو، اور اپنے گناہوں پہ رویا کرو"۔ (ابوداؤد، ترمذی، بیہقی)

نیز اسی معنیٰ کی حدیث طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے — اور طبرانی وبیہقی

دونوں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

۴ - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"۔ (بخاری و ترمذی)

۵ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ نے زبان اور شرم گاہ کے شر سے محفوظ کر دیا، وہ جنت میں داخل ہو گیا"۔ (ترمذی - ابن حبان)

۶ - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزیں ناپسند فرمائیں: فضول باتیں کرنا، مال ضائع کرنا اور بلا مقصد سوال کرتے رہنا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

۷ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ غیر متعلق باتیں کرنا چھوڑ دے"۔ (ترمذی)

۸ - حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، جو کچھ بھی ہم بولتے ہیں کیا وہ ہمارے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تیری ماں کا بھلا ہو۔ لوگ اپنی زبانوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔ تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تو ہمیشہ خاموش رہے۔ جونہی تو نے بات کی یا تیرے حق میں جائے گی یا تیرے خلاف"۔ (طبرانی)

زبان کی حفاظت اگر کم از کم گفتگو کے متعلق ذخیرہ حدیث میں ساٹھ کے قریب حدیثیں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند کا تذکرہ بطور نمونہ قارئین کے سامنے پیش کیا گیا تا کہ وہ خود فیصلہ فرما لیں کہ زیادہ گفتگو مفید ہے یا کم۔

اکرام مسلم کی اہمیت اسلام میں اکرام مسلم کی اہمیت کیا ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ از بس ضروری ہے:

۱ - حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے

موقع پر یہ فرماتے ہوئے سُنا " بلاشبہ تمہارے خون، مال اور عزت تم پر اس طرح محترم ہیں جیسے آج کے دن، اس مہینے میں اور اس شہر کے اندر۔ آگاہ رہو! میں نے بات تم تک پہنچا دی ہے۔" (بخاری، مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مسلمان کے لیے مسلمان کا خون، عزت اور مال قابل احترام ہیں"۔ (مسلم، ترمذی)

۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ سود کی بہتر قسمیں ہیں، سب سے چھوٹی قسم کا گناہ ایسا ہے جیسے آدمی اپنی والدہ کے پاس شہوت سے جائے۔ اور بدترین قسم اپنے بھائی پر زیادتی کرنا ہے۔ (طبرانی)

اسی معنی کی ایک روایت ابن ابی الدنیا نے "کتاب ذم الغیبۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نقل کی ہے۔

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے " اللہ کے ہاں بدترین گناہ کسی مسلمان کی عزت سے کھیلنا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(الاحزاب - ۵۸)

(اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بے قصور اذیت دیتے ہیں۔ انہوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔) مسند ابی یعلیٰ

۵۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل فرمایا:

" بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔" (ابوداؤد)

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان کا دل یہ بات گوارا کرے گا کہ وہ کسی مسلمان کی عزت کو نشانہ بنا کر اس سے کھیلتا رہے اور لطف اندوز ہو۔

غیبت کیا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے دریافت کیا۔ "تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟" انہوں نے کہا۔ "اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں"۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ "تم اپنے بھائی کا تذکرہ اس طرح کرو جو اُسے ناپسند ہو"۔ کسی نے پوچھا۔ "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر میرے بھائی کے اندر یہ بات موجود ہو؟" آپؐ نے فرمایا "جو کچھ تم کہہ رہے ہو اگر تمہارے بھائی میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے بہتان باندھا"۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

چنانچہ غیبت کی تعریف یہ ہوئی کہ "کسی مسلمان کا تذکرہ اس انداز میں کرنا جو اُسے ناپسند ہو، یا جس سے اس کی تحقیر مقصود ہو"

غیبت کی حرمت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝ (الحجرات - ۱۲)

(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو تمہیں خود اس سے گھن آتی ہے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے)۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مُردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے۔ کجا کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں، بلکہ انسان کا ہو، اور

انسان بھی کوئی اور نہیں، خود اپنا بھائی ہو۔ پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ مؤثر بنا دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کر لے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی طبیعت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے۔ جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا اور جہاں اُس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے؟ اس ارشاد سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غیبت کے حرام ہونے کی بنیادی وجہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی بُرائی کرنا ہے، قطع نظر اس سے کہ اس کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اور اس کو اس فعل سے اذیت پہنچے یا نہ پہنچے۔ ظاہر ہے کہ مرے ہوئے آدمی کا گوشت کھانا اس لیے حرام نہیں ہے کہ مُردے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ مُردہ بے چارہ تو اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ اُس کے مرنے کے بعد کوئی اُس کی لاش بھنبوڑ رہا ہے، مگر یہ فعل بجائے خود ایک گھناؤنا فعل ہے۔ اسی طرح جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اُس کو بھی اگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع نہ پہنچے تو وہ عمر بھر اس بات سے بے خبر رہے گا کہ کہاں کس شخص نے کب اس کی عزت پر کن لوگوں کے سامنے حملہ کیا تھا اور اس کی وجہ سے کس کس کی نظر میں وہ ذلیل و حقیر ہو کر رہ گیا ہے۔ اس بے خبری کی وجہ سے اسے اس غیبت کی سرے سے کوئی اذیت نہ پہنچے گی مگر اس کی عزت پر بہرحال اس سے حرف آئے گا۔ اسی لیے یہ فعل اپنی نوعیت میں مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے مختلف نہیں ہے۔

(سید مودودیؒ — تفہیم القرآن جلد ۵، ص ۹۴)

اس آیت کی مزید وضاحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشاداتِ گرامی سے ہوتی ہے:

۱— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی (ماعز بن مالک الاسلمی) آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُس نے اپنے بارے میں زنا کا چار مرتبہ اقرار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے کسی عورت سے بدکاری کی ہے۔ ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس سے مُنہ پھیر لیا - آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا " تم یہ اقرار کیوں کر رہے ہو ؟" اس نے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں - چنانچہ آپؐ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ سنگسار کر دیا گیا - اس کے بعد کہیں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سُنا " اسے دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال رکھا تھا ، مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک یہ کتّے کی موت نہ مر گیا -

راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے - پھر کچھ دیر چلتے رہے - یہاں تک کہ آپؐ ایک گدھے کی لاش کے پاس سے گذرے - لاش کے پھول جانے کی وجہ سے اس کی ٹانگ اوپر اٹھی ہوئی تھی - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : فلاں فلاں کہاں ہیں ؟ انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں - اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں (غیبت کرنے والے اور سُننے والے) کو حکم دیا کہ " اس گدھے کی لاش کھاؤ " انہوں نے عرض کیا " اے اللہ کے رسولؐ اسے کون کھا سکتا ہے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا " ابھی ابھی جو تم اپنے بھائی کی عزّت پر حرف زنی کر رہے تھے - وہ اس گدھے کی بدبودار لاش کھانے سے زیادہ بُری ہے " (ابن حبان)

بعض دیگر کتابوں میں بھی اس مفہوم کی حدیث پائی جاتی ہے - اگرچہ الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہے -

۲ - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ اچانک بدبودار ہوا آئی - اسی وقت آپؐ نے سوال کیا " تم جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے ؟ یہ اُن لوگوں کی بدبو ہے جو لوگوں کی غیبتیں کرتے ہیں "

(مسند الامام احمد رحمہ اللہ)

(باقی)